شمارہ ۹۵

مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

کراچی

محبت کے صحیح محور و مرکز

"وہ فطری عنصر جس کے سر انسانیت کے اکثر محیرِ روزگار اور حیرت انگیز کارناموں کا سہرا ہے جس کو لوگ "محبت" سے یاد کرتے ہیں، عرصہ سے حقیر اور مردہ تھا صدیوں سے کوئی اس کو کام میں لگانے والا اور اس سے حقیقی فائدہ اٹھانے والا پیدا نہیں ہوا تھا، بس وہ چمک دمک اور حسن و جمال کے فانی مظاہر کی نذر ہو کر رہ گیا تھا۔ عرصہ سے دنیا میں کوئی ایسا انسان نہیں پیدا ہوا تھا، جو اپنے جمال و کمال اور اپنی اعلیٰ صفات سے ساری انسانیت کی محبت کا مستحق ہو اور اپنی طاقتور و دل آویز شخصیت سے اس محبت سے کام لے سکے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات میں انسانیت کو وہ گم شدہ دولت مل گئی۔"

انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ

رائے آپ کی

محترمی و مکرمی جناب عبدالرحمٰن باوا صاحب زید شرفکم
و دیگر قابلِ احترام اراکین مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ ۔ مزاج گرامی بخیر ۔ سب سے پہلے خصوصاً آپ اور تمام اراکین مجلس تحفظ ختم نبوت مبارکباد کے مستحق ہیں کہ خدائے ذوالجلال نے آپ اور ہم سب کی کوششوں کو شرف پذیرائی بخشی اور ہفتہ وار "ختم نبوت" (کراچی) ڈیکلریشن حکومت نے ہماری کافی جدوجہد کے بعد بالآخر منظور کر لیا۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ہفتہ وار "ختم نبوت" کے اس آرگن کو ملک کے طول و عرض میں جہاں تک ممکن ہو سکے اس کی اشاعت کو وسیع سے وسیع تر کیا جائے اور خصوصاً کالجز اور سکولز اور تمام دینی اداروں اور ایجوکیشن مراکز میں پرچے کے پہنچانے کا پروگرام بنایا جائے ۔ ہمارے ہاں مدارس عربیہ اور دینی جماعتوں اور مجلس تحفظ ختم نبوت سے متعلقین عوام تو اس مسئلے کو ہر طرح سمجھتے ہیں لیکن آج کا پڑھا لکھا نوجوان نظریاتی طور پر مغربی اور اشتراکی افکار و نظریات کا اس قدر دلدادہ ہے کہ وہ اس امر کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتا کہ وہ اسلام یا ختم نبوت کے بارے میں بنیادی طور پر کچھ آگاہی حاصل کرے ۔ اس سلسلے میں میری یہ گذارش ہے کہ آپ اول فرصت میں اپنے ادارہ کے اراکین سے مشورہ کر کے یہ بات حتمی طور پر طے کر لیں کہ ملک کے تمام اضلاع کے جملہ تعلیمی اداروں کی لائبریریوں میں پرچہ بھیجنا ہے ۔ باقی پرچہ میں مضامین اس انداز میں ہوں کہ تعلیم یافتہ طبقہ پرچے کی ظاہری اور معنوی محاسن کا گرویدہ ہو جائے ۔ جس میں اعتقادی نقطۂ نظر کو خالصتاً علمی ، ادبی اور موجودہ حالات کے پیش نظر ہر خاص و عام میں مقبول بنانا چاہیے ۔ اور اس میں گروہی یا کوئی خاص مکتب فکر کی شعوری یا غیر شعوری طور پر بھی ترجمانی نہیں کرنا چاہیے ۔ اس میں علمائے دیوبند ، علمائے بریلوی ، علمائے اہل حدیث اور شیعہ مسلک کی تمام جدوجہد اور اجتماعی قربانیوں کا وقتاً فوقتاً نہایت فراخ دلی کے ساتھ ذکر کرنا چاہیے ۔

اس سلسلہ میں آپ اس غلام بارگاہ ختم نبوت کے ذمہ جو کام سونپیں گے انشاء اللہ عقیدہ ختم نبوت کی خاطر جہاں تک ممکن ہو سکے گا تعاون کرنا اپنے لیے دونوں جہان کی سعادت تصور کرتا ہے ۔

ایک بار پھر میری طرف سے مولانا غلام ربانی ۔ قاری حماد اللہ ، مولانا احمد بخش صاحب ، مولانا عبدالصبور ، طالب حسین ارشد ، مولانا بشیر احمد حامد حصاروی اور دیگر احباب کی طرف سے مبارکباد قبول فرمادیں ۔ اللہ تعالیٰ ہفتہ وار "ختم نبوت" کو اسلام اور ختم نبوت کا صحیح صحیح ترجمان بنائے اور جو لوگ راہ راست سے ہٹ چکے ہیں ان کی ہدایت کا باعث ہو ۔

والسلام

رشید احمد لدھیانوی

مکرمی مدیر مسئول ہفت روزہ ختم نبوت
السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

آج مسلمانوں کی دیرینہ آرزو پوری ہوئی

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے زیر اہتمام ہفتہ روزہ ختم نبوت کے اجراء کی خبر سن کر انتہائی خوشی ہوئی ۔ پاکستان بننے کے بعد اس نام کا رسالہ آج تک نہیں شائع ہوا ۔ جبکہ قادیانیوں کے مختلف قسم کے رسائل مختلف ناموں سے ملک میں شائع ہو رہے ہیں اور اپنا دجل و فریب پھیلا رہے ہیں ۔ اس امر کی شدید ضرورت تھی کہ اس مخصوص نام کا رسالہ ضرور جاری ہونا چاہیے الحمد للہ آج مسلمانوں کی یہ دیرینہ آرزو پوری ہوئی ۔ اللہ تعالیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت کے اراکین کو صحیح معنوں میں اس کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور ان اراکین کو جزائے خیر دے ۔

(آمین ثم آمین)

احقر محمد یوسف قریشی ۔ ناظم نظام العلماء صوبہ پنجاب بہاولنگر

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

ہفت روزہ
ختم نبوت
کراچی

زیرِ سرپرستی
حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم
سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

مدیر مسئول
عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت
مفتی احمد الرحمان
مولانا محمد یوسف لدھیانوی
ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر
مولانا بدیع الزمان
مولانا منظور احمد الحسینی

مینجر
علی اصغر چشتی صابری، ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

فی پرچہ:- ڈیڑھ روپیہ

بدل اشتراک

سالانہ	۶۰ روپیہ
ششماہی	۳۵ روپیہ
سہ ماہی	۲۰ روپیہ

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب	۲۱۰ روپیہ
کویت، اومان، شارجہ، دوبئی، اردن اور شام	۲۲۵ روپیہ
یورپ	۲۹۵ روپیہ
آسٹریلیا، امریکہ، کنیڈا	۲۷۰ روپیہ
افریقہ	۲۱۰ روپیہ
افغانستان، ہندوستان	۱۶۵ روپیہ

رابطہ دفتر
دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ پرانی نمائش کراچی ۳

ناشر:- عبدالرحمٰن یعقوب باوا
طابع:- کلیم الحسن نقوی انجمن پریس، کراچی
مقام اشاعت:- ۲۰/A سائرہ مینشن ایم اے جناح روڈ، کراچی

فہرست

۱۔ ابتدائیہ ———— ۴
——— عبدالرحمان یعقوب باوا

۲۔ افادات عارفی ———— ۷
——— ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی

۳۔ خصائل نبوی برشمائل ترمذی ———— ۶
——— حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مدنی رح

۴۔
وصال کے بعد ———— ۹
——— محمد اقبال مدینہ منورہ

بائبل سے بائبل کی تکذیب ———— ۲۲
——— ڈاکٹر احسان الحق رانا

جلد نمبر ۱ شمارہ نمبر ۹

یکم شوال تا ۷ شوال ۱۴۰۲ھ

۲۳ جولائی تا ۲۹ جولائی ۱۹۸۲ء

شعبۂ کتابت
حافظ عبدالستار واحدی
حافظ گلزار احمد
غلام لیسین تبسم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

گورنر پنجاب کا مستحسن اقدام

لاہور ۱۰/ جولائی (نمائندہ نوائے وقت) قرآن کریم کے غلط ترجمے کی اشاعت کے سلسلے میں قادیانی جماعت کے پانچ سرکردہ رہنماؤں کے خلاف ۲۹۵ الف کے تحت مقدمہ درج کر لیا گیا ہے۔ قرآن کریم کا یہ غلط ترجمہ اس جماعت کے ایک سابق سربراہ مرزا بشیر الدین محمود نے کیا تھا۔ مقدمہ گورنر پنجاب لیفٹیننٹ جنرل غلام جیلانی خان کے حکم پر درج کیا گیا ہے۔ آج باغ جناح کی مسجد دارالسلام میں جمعہ کے اجتماع میں ایک قرار داد منظور کی گئی۔ جس میں صوبائی گورنر کے اس اقدام کو سراہا گیا اور مطالبہ کیا گیا کہ قادیانی جماعت کے موجودہ سربراہ مرزا طاہر احمد کو بھی ان افراد میں شامل کیا جائے اور ان سب کے خلاف دفعہ ۲۹۵ الف کے بجائے ۲۹۵ ب کے تحت مقدمہ درج کیا جائے۔

(روزنامہ نوائے وقت ۱۱/ جولائی ۱۹۸۲ء)

یہ ایک حقیقت ہے کہ ـــــ باطل قوتوں نے جب کبھی دین اسلام کا حلیہ بگاڑنے کی کوشش کی ہے تو سب سے پہلے انہوں نے قرآن کریم کو نشانہ بنایا کیونکہ یہی کتاب مسلمانوں کے لئے نہ صرف راہ نجات کی نشاندہی کرتی ہے بلکہ دنیوی زندگی گزارنے کے طریقے بھی وضع کرتی ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ جو قومیں اپنی الہامی کتابوں کی حفاظت نہ کر سکیں وہ تباہ و برباد ہو گئیں اور دنیا سے ان کا نام و نشان تک مٹ گیا۔ اسی لئے برطانیہ کے ایک سابق وزیراعظم گلیڈسٹون نے پارلیمنٹ میں اپنی تقریر کے دوران قرآن کریم کو ہاتھ میں لے کر کہا تھا کہ "جب تک یہ کتاب دنیا میں موجود ہے ہم اطمینان سے حکومت نہیں کر سکتے۔" یہ کہہ کر بد بخت کافر نے کلام الٰہی کو زمین پر دے مارا۔

چونکہ کلام الٰہی ـــ اللہ تبارک و تعالےٰ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نازل کردہ آخری کتاب ہے اور تا قیامت انسانوں کی ہدایت کا ذریعہ ہے اس لئے رب العالمین نے اس مقدس کتاب کی حفاظت خود اپنے ذمہ لے رکھی ہے۔ چنانچہ چودہ سو سال کا ایک طویل عرصہ گذر جانے کے باوجود یہ کلام پاک جوں کا توں ہمارے پاس موجود ہے

اس عرصہ میں متعدد بار قرآن پاک کو نیست و نابود کرنے کی کوششیں کی گئیں لیکن تباہ کرنے والے خود تباہ ہوگئے اور کلام پاک چٹان کی طرح اپنا وجود قائم کئے ہوئے ہے۔

کامیاب ہے وہ شخص جو کلام پاک کی حفاظت میں اپنا سب کچھ قربان کرتا ہو۔ مسلمان آج بھی بام عروج تک پہنچ سکتے ہیں اگر وہ کلام پاک کے بتائے ہوئے راستہ پر چلیں۔ کامیابی اُن کے قدم چومنے کے لئے آج بھی تیار ہے بشرطیکہ وہ کلام پاک کو اپنے لئے راہِ ہدایت کا ذریعہ بنائیں۔

گذشتہ صدی میں بھی برصغیر میں انگریز نے کلام پاک کا نقشہ بگاڑنے کے لئے لفظی اور معنوی تحریف کی کوشش کی اور اس کام کے لئے قادیانی جماعت کے بانی مرزا غلام احمد کا انتخاب کیا گیا۔ مرزا غلام احمد نے کلام پاک کی توہین میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی۔ اپنی پوری قوت کو صرف کرکے کلام پاک میں تحریف کا سلسلہ شروع کر دیا۔ خدا بھلا کرے ان علمائے کرام کا جنہوں نے بروقت اس فتنہ (قادیانیت) کو سمجھ لیا اور ملت اسلامیہ پر واضح کیا کہ قادیانیت کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

قادیانیوں کے ایک سابق سربراہ مرزا بشیر الدین آنجہانی نے تحریف شدہ قرآن کو پھیلانے کے لئے ایک نئے منصوبے کا آغاز کیا۔ سب سے پہلے اس نے قرآن کریم کا غلط اور من مانا ترجمہ کیا اور پھر اس ترجمے کو انگریزی اور دیگر زبانوں میں ہزاروں کی تعداد میں چھاپ کر اندرون و بیرون ملک تقسیم کیا اور یہ سلسلہ گذشتہ ۳۵ سال سے ایک اسلامی مملکت میں جاری ہے۔

علمائے کرام اور مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے رہنماؤں نے اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرتے ہوئے ہر دور حکومت میں اہل اقتدار کو اس مسئلہ کی جانب متوجہ کیا لیکن بے سود، بجائے اس کے کہ قادیانیوں کی اس کارروائی کا نوٹس لیا جاتا۔ علمائے کرام کو پابند سلاسل کیا گیا۔

ہم گورنر پنجاب جناب لفٹیننٹ جنرل غلام جیلانی کے اس جرأت مندانہ اقدام پر ان کو مبارک باد پیش کرتے ہوئے خیر مقدم کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے امت مسلمہ اور خصوصاً مسلمانان پاکستان کو مطمئن کیا ہے اور یہ اقدام مسلمانوں کے جذبات کے عین مطابق ہے۔ اس کے علاوہ ہم حکومت سندھ سے درخواست کریں گے کہ وہ بھی حکومت پنجاب کے نقش قدم پر چلتے ہوئے فوری طور پر شیر علی قادیانی اور دیگر تحریف شدہ تراجم کی ضبطی کا اعلان کرے۔ اب اس سلسلے میں مزید تاخیر نہیں کرنی چاہیئے۔

ایک بار پھر اہل اقتدار کی توجہ اس جانب مبذول کراتے ہیں کہ قادیانیوں کی تمام کتب میں ایسے مواد موجود ہیں۔ جن میں انبیاء کرامؑ کی توہین ہوئی ہے۔ خصوصاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر نبی کی شان میں جو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں وہ مسلمانوں کیلئے اذیت کا باعث ہیں۔ اور اس سے اشتعال کا پیدا ہونا فطری امر ہے۔

خدارا مرزائیوں کی تمام کتابوں کو ضبط کیجئے اور ملت اسلامیہ کو اس فتنہ عظیم سے نجات دلایئے اس میں ہم سب کی بھلائی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو کلام پاک پر عمل کرنے اور اسکی حفاظت کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین)

(عبدالرحمان یعقوب باوا)

مہرِ نبوّت کا بیان

مہرِ نبوت آپ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان تھی

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب قدس اللہ سرہٗ کی کتاب خصائل نبوی برشمائل ترمذی کا کچھ حصہ

حدثنا سعید بن یعقوب الطالقانی اخبرنا ایوب بن جابر عن سماك بن حرب عن جابر بن سمرة قال رأيت الخاتم بين كتفى رسول الله صلى الله عليه وسلم غدة حمراء مثل بيض الحمامة .

(۲) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت کو آپ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان دیکھا جو سرخ رسولی جیسی تھی اور مقدار میں کبوتر کے انڈے جیسی تھی .

فائدہ مہر نبوت کی مقدار اور رنگ میں روایتیں کچھ مختلف ہیں قرطبی نے ان میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ وہ کم و زیادہ بھی ہو جاتی تھی اور رنگ میں مختلف ہوتی رہتی تھی . بندہ ناچیز کے نزدیک دوسری طرف جمع یہ بھی ممکن ہے کہ حقیقت میں یہ سب تشبیہات ہیں اور تشبیہ ہر شخص کی اپنے ذہن کے موافق ہوتی ہے جو تقریبی حالت ہوتی ہے اور تقریب کے اختلاف میں اشکال نہیں ہوتا . بندہ کے نزدیک یہ توجیہ زیادہ مناسب ہے .

حدثنا ابو مصعب المدنی . اخبرنا یوسف ابن الماجشون عن ابیه عن عاصم ابن عمر ابن قتادہ عن جدته رمیثة قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم ولو اشاء ان اقبل الخاتم الذی بین کتفیه من قربه لفعلت یقول لسعد بن معاذ یوم مات اهتزله عرش الرحمان

(۳) رمیثہ کہتی ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مضمون سنا کہ اور میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنی قریب تھی کہ اگر چاہتی تو مہر نبوت کو چوم لیتی وہ مضمون یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن معاذ کے حق میں یہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ان کی موت کی وجہ سے حق تعالیٰ جل شانہٗ کا عرش بھی ان کی روح کی خوشی میں جھوم گیا .

فائدہ اس میں اختلاف ہے کہ عرش کے حرکت کی کیا وجہ اور کیا معنی . مشہور قول یہ ہے جس کے موافق ترجمہ لکھا گیا بعض لوگوں کی رائے یہ ہے کہ عرش کے جھومنے سے مراد اہل عرش ہیں . بعض کی رائے ہے کہ عرش سے مراد ان کا اپنا تخت ہے وغیرہ وغیرہ . مگر راجح قول اول ہی ہے یہ سعد بن معاذؓ بڑے جلیل القدر صحابہ میں ہیں ان کے اور بھی فضائل کتب حدیث میں آتے ہیں ہجرت سے قبل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیرؓ کو تعلیم و تبلیغ کے لئے مدینہ طیبہ بھیجا تھا ان کے ہاتھ پر یہ مسلمان ہوئے اپنی برادری کے سردار تھے اس لئے ان کے مسلمان ہوتے ہی تمام خاندان اسی روز مسلمان ہو گیا . سب سے اول جس خاندان نے مدینہ منورہ میں اسلام قبول کیا وہ یہی خاندان ہے . ۵ھ میں ان کا وصال سینتیس ۳۷ سال کی عمر میں ہوا . ستر ہزار فرشتے ان کی نماز جنازہ میں شریک ہوئے تھے لیکن باوجود ان سب کے حدیث شریف میں آتا ہے کہ قبر کی تھوڑی دیر کی تنگی ان کے لئے بھی آئی ہے . بڑی عبرت کی جگہ ہے آدمی کو عذاب قبر سے کسی طرح غافل نہیں ہونا چاہیئے ہر وقت اس سے توبہ کرتے رہنا چاہیئے . حضرت عثمانؓ کا جب کسی قبر سے گذر ہوتا تو اس قدر روتے کہ ڈاڑھی مبارک تر ہو جاتی تھی . کسی نے عرض کیا کہ جنت اور دوزخ کا بھی تذکرہ ہوتا ہے

باقی صفحہ آخر پر

بسلسلہ افاداتِ عارفی

ضبط و ترتیب منظور احمد الحسینی

ہم اس کو اپنا شیخ ہی نہ بنائیں گے جو متبع سنت نہ ہو۔" حضرت تھانویؒ

ملفوظات عارف باللہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی مدظلہ العالی

فرمایا:۔ ایک دفعہ تھانویؒ کی مجلس میں اسی محبت کے سلسلے میں ذکر چل رہا تھا آپؒ نے فرمایا کہ جو طالب ہمارے پاس آتا ہے اور ہم اللہ سے تعلق اور محبت کا واسطہ بنتا ہے۔

وہ یہ تمنا لے کر آتا ہے کہ ان کے ذریعے سے میرا یہ مقصود حاصل ہو جائے، اس بزرگ کے پاس تو صرف عقیدتمندی اس کو لے گئی لیکن ان کے پاس اٹھے بیٹھے، آنا جانا رہا مکالمت ہوئی، مخاطبت رہی، شیخ کو اندازہ ہو گیا کہ یہ شخص طلب صادق رکھتا ہے اللہ کی محبت کے لئے آیا ہے۔ اس طرح عقیدت کے بعد مناسبت پیدا ہو گئی۔ اب ہمارا مقصود حاصل ہے ہمارے شیخ کی بات ہمارے دل کی بات ہے اور ہمارے ذوق کے بالکل مناسب ہے۔

پھر یہ مناسبت محبت میں تبدیل ہو جاتی ہے اس وقت شیخ کو اظہار ہوتا ہے کہ اظہار کر دوں کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں تو اس طرح گویا اللہ تعالیٰ نے اس محبت کو قبول کر لیا تو در اصل شیخ کو واسطہ بنایا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کا،

وہ مقصود حاصل ہو گیا اب طرفین میں جو محبت ہے وہ محض اللہ کے لئے ہے اللہ تعالیٰ کی محبت کے ہم بھی محتاج ہیں۔ آپ بھی محتاج ہیں۔ شیخ کے ساتھ تعلق سے یہ مقصود حاصل ہو گیا اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور کہے۔

"اللھم لک الحمد ولک الشکر"

فرمایا:۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ محبوبیت کے بہت سے عنوان ہیں ان عنوانات کا کہاں تک احاطہ کرو گے، بس دیکھتے جاؤ، سمجھتے جاؤ اور بڑھتے جاؤ اور آج سے یہ نیت کر لو کہ جو چیز محبوب نظر آ گئی۔ اس میں ہم ضرور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع کریں گے۔ اتباع محبوبیت اور محبت کے پہلو کو سامنے رکھ کر کریں گے۔

اس پر ساتھ ساتھ شکر بھی ادا کرتے رہیں کیونکہ یہ محض اسی کی توفیق سے ہے جتنی شکر میں زیادتی ہو گی اتنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے محبت میں بھی زیادتی ہو گی۔

فرمایا:۔ ایک مجلس جس میں مخصوص لوگ تھے حضرت تھانوی قدس سرہ نے فرمایا کہ ہمیں ساری عمر میں تجربہ ہوا ہے کہ شیخ سے محبت ہی سب پر در پیش ہے۔ یہ اس طریق کا محفوظ طریقہ ہے اسی سے سارے عقدے حل ہوتے ہیں۔ اس پر ایک عالم نے عرض کیا کہ حضرت مجدد

باقی صفحہ ۲۳ پر

حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد حضرت رح کے متوسلین و مریدین کے تقاضے و استفسارات تھے، کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ کراچی میں حضرت شیخ رح کے مجازین میں سے مولانا محمد یحییٰ مدنی صاحب مدظلہ سے اس سلسلہ میں رجوع کیا گیا، تو انہوں نے حضرت رح کے وصال کے وقت (موجود مدینہ منورہ میں) حضرت کے اجلہ خلفاء کی ایک تحریر دی جو من و عن شائع کیجا رہی ہے۔ انشاء اللہ العزیز یہ تحریر حضرت شیخ الحدیثؒ کے متوسلین کے لئے باعث تسکین ہوگی۔

(منظور احمد الحسینی)

قطب الاقطاب حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا قدس اللہ سرہٗ کے

وصال کے بعد...

از:- محمد اقبال مدینہ منورہ

تمہید

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم و بعد کہ

قطب الاقطاب حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی قدس اللہ سرہ العزیز نے اپنے وصال سے چند یوم قبل جب خدام کے ساتھ بندہ وضو کرانے میں شریک ہوتا یا دوسرے اوقات میں تنہا بندہ سے کچھ بات فرماتے تو فرمایا کرتے تھے کہ آجکل کیا کر رہے ہو کچھ لکھو۔ ایک دفعہ فرمایا کہ تمہارا لکھنا مجھے پسند ہے۔ لکھو۔ مگر کوئی موضوع متعین نہیں فرمایا۔

ایک دفعہ بندہ نے عرض کیا کہ حضرت کے اتباع سنت متعلق جو چہل حدیث لکھی ہے اس کی کتابت ہو رہی ہے انشاء اللہ بھی لکھوں گا مگر اس پر بھی کوئی واضح جواب نہ فرمایا۔ بلکہ یہی فرما رہے کہ لکھو، لکھو۔ بندہ نے سمجھا کہ ابھی بیماری میں تفصیل بات مشکل ہے صحت و قوت ہونے پر انشاء اللہ منشاء معلوم کر کے تعمیل ارشاد کروں گا۔

وصال سے دو روز قبل جب کہ بات کرنا بہت ہی مشکل استغراق ہی رہتا تھا اس میں بھی بندہ سے فرمایا کہ صوفی جی میں بہت ہو گیا۔ عرض کیا انشاء اللہ شفا ہو جائے گی پھر دوسرے روز وضو دوران بندہ سے آخری بات یہی پوچھی کہ تم کیا کر رہے ہو۔ اور مزید کوئی

نہ ہو سکی ۔ ان سب ارشادات سے بھی میں یہی سمجھا کہ حضرت کچھ لکھوانا چاہتے ہیں کیا لکھوانا چاہتے ہیں اس کی تعیین نہیں کر سکا۔

اب وصال کے بعد حضرت کے مجرب مجاز و خلیفہ حضرت مولانا یوسف متالا مہتمم دار العلوم بری انگلینڈ نے احقر کو حکم فرمایا کہ حضرت کے متوسلین کو اب کیا کرنا چاہیئے اس سوال کے جواب کی عام طور پر ضرورت ہے ۔ بطور مشورہ تم مختصر کچھ لکھ دو کہ اس لائن کی حضرت کی فرمائی ہوئی اور تحریر شدہ باتیں تمہیں مستحضر ہیں ۔ اور حضرت قدس سرہ جو تم سے لکھنے کا فرماتے تھے اس کا بھی یہی مقصد ہوگا ۔ مولانا کے حکم کے علاوہ خود بندہ سے وصال سے پہلے اور بعد تحریری و زبانی کئی دوستوں نے سوال کئے کہ حضرت کی کوئی نصیحت یا وصیت بتائیں اور بعض نے یہ پوچھا کہ ہم حضرت سے بیعت ہوئے تھے ہم اب کیا کریں وغیرہ ۔ اس لئے بندہ نے توکلاً علی اللہ ارادہ کیا ہے کہ چند باتیں برادران طریقت سے عرض کر دوں

اوّل :۔ حضرت کی وصیت (نصیحت)

دوئم :۔ اس سوال کا جواب کہ متوسلین کو اب کیا کرنا چاہیئے۔

اللہ کرے کہ جلد سے جلد یہ باتیں طالبین کے ہاتھوں میں طبع ہو کر پہنچ جائیں اور اللہ تعالیٰ بندہ اور تمام ناظرین کو حضرت کی منشا کے مطابق اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما کر سعادت دارین و رضا کامل نصیب فرماوے اور اپنے اپنے وقت پر سب کو حسن خاتمہ کی دولت سے نوازے (آمین)

حضرت کی وصیت و نصیحت

وصیت کے دو جزو ہیں ۔ ایک ذاتی معاملات کے متعلق وصیت اور ایک متوسلین اور عام مسلمین کے لئے نصیحت ۔

حضرت کی زندگی اس کی شاہد عدل ہے کہ حضرت سفر آخرت کے لئے ہر وقت تیار ہی رہتے تھے ۔ خصوصاً آخری سالوں میں جب

سے ہو سکتا تھا ان کو اپنے سامنے ہی مکمل بھی کر وا دیا ۔ گویا اس پہلو سے حضرت بالکل فارغ و بے فکر ہو گئے تھے ۔

(۱) اور عمومی نصیحت کے متعلق جب بھی کسی نے سوال کیا تو عموماً اس طرح کا جواب دیا کرتے تھے کہ میں سب باتیں اپنی تصانیف میں خصوصاً اردو رسالوں میں لکھ چکا ہوں ۔ انہی کو اہتمام سے مطالعہ میں رکھیں ۔ یہی میری نصائح ہیں ۔

(۲) اور بیعت ہونے والوں کے لئے تو معمولات کا پرچہ چھپا ہوا ہے ہی جس کے چند نمبر ہیں ۔ اس پر پابندی کی تمام سب کے لئے حضرت کی طرف سے وصیت ہے ۔

(۳) اور ان میں سے ترقی کرنے والے جو ذکر شروع کرتے ہیں انہیں ذکر کی پابندی کرنے کی بہت تاکید فرماتے تھے کہ دیر سے شروع کرنے میں تو مضائقہ نہیں مگر شروع کرنے کے بعد ناغہ اور چھوڑنا بہت نقصان دہ ہے اور حضرت کا فقرہ جو مشہور ہے کہ "معمولات کی پابندی ترقی کا زینہ ہے ۔"

(۴) اور اپنے خصوصی خدام کے متعلق کئی دفعہ بطور وصیت بطور آرزو بہت ہی اہتمام سے ارشاد فرمایا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ میرے دوست کثرت سے ذکر اللہ میں مشغول رہا کریں اور کوئی وقت بے کار نہ گزاریں ۔ اور اکثر اپنے والد صاحب قدس سرہٗ کے حوالے سے یہ شعر پڑھتے ۔

تیرا ہر سانس نخل موسوی ہے
یہ جزر و مد جواہر کی لڑی ہے

حضرت کے متوسلین و متعلقین کی سات اقسام

حضرت شیخ الحدیثؒ سفر آخرت کے لیے ہر وقت تیار رہتے تھے

امر مرض کا سلسلہ شروع ہو گیا تو مالی اور ذاتی معاملات کے متعلق مکمل وصیت نامہ تحریر کر وا کر متعلقین کو دے دیا اور ان میں سے جن امور کا انفاذ پہلے

(۱) وہ حضرات جو حضرت سے محبت و عقیدت رکھتے ہیں لیکن وہ ابھی تک حضرت یا کسی اور بزرگ سے بیعت نہیں

ہوئے اور اب حضرت کے سلسلہ وفیوض سے بہرہ ور ہونا چاہتے ہیں۔

معمولات کی پابندی ترقی کا زینہ ہے۔

(۲) وہ حضرات جو مختلف ممالک میں بڑے مجمعوں کے ساتھ عمومی طور پر حضرت سے بیعت ہوئے اور انہوں نے اپنا اصلاح و تربیت کا تعلق حضرت کے ارشاد کے مطابق حضرت کے کسی مجاز سے قائم کر لیا

(۳) وہ حضرات جو حضرت سے بیعت تو ہوئے اور اس کے بعد یا تو آگے کچھ کرنے کا ارادہ ہی نہیں کیا اور یا کسی دینی کام میں مشغولی و انہماک کو ہی اس لائن (تصوف) کی ترقی کا ذریعہ سمجھ لیا۔

(۴) وہ حضرات جو حضرت سے بیعت ہو کر ابتدائی معمولات کے پرچے پر عامل ہیں اور مزید ذکر و شغل اختیار کرنے کے لئے حضرت کی منشا کے مطابق خواہش مند ہیں۔

(۵) وہ حضرات جو حضرت سے بیعت ہو کر براہِ راست حضرت سے ذکر و شغل لے کر اس میں مشغول ہیں اور حضرت سے مکاتبت بھی رکھی ہوئی تھی۔

(۶) وہ حضرات جن کے متعلق حضرت نے اپنے بعض قدیم مجازین کو حکم دیا کہ ان کو تم اپنی طرف سے بیعت کی اجازت دے دو چونکہ وہ اس امر کے اہل ہو گئے ہیں۔ ان کا تعلق بیعت یا تعلیم ذکر و تربیت کا تم سے رہا ہے اس لئے اجازت بھی تمہاری طرف سے ہونی چاہیئے۔

(۷) وہ حضرات جن کو حضرت نے بیعت کرنے کی اجازت دیکر اپنا خلیفہ مجاز بنایا ہے۔

سب حضرات سے مجموعی گذارش

بندہ اپنی نااہلیت کے علاوہ موجودہ پریشانی و عجلت میں مندرجہ بالا تمامی حضرات سے متعلق غیر مربوط طور پر اپنی معلومات عرض کرتا ہے۔ پہلے اس بارے میں حضرت کے خلیفہ خاص حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب مکی دامت برکاتہم کے مکاشفات درج کرتا ہوں جن کو حضرت نے اپنے ذاتی روزنامچے میں درج کروایا اور اب بہجۃ القلوب حصہ دوم میں طبع بھی ہو رہے ہیں۔

(۱) ۷/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ شب دوشنبہ روضہ منورہ سے ریاض الجنۃ میں عبدالحفیظ نے حضرت کی طرف سے صلاۃ و سلام عرض کرنے کے بعد صحت و قوت کے لئے دعا کا عرض کیا تو دیکھا جیسے سامنے ایک باغ سا بہت سرسبز نظر آ رہا ہے بہت خوبصورت۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا "متعلق مع اللہ کا باغ انہوں نے لگا دیا ہے۔ ان کے متعلقین جتنا اس طرف متوجہ ہوں گے اس کی فکر کریں گے اتنا ہی انہیں قرب حاصل ہو گا۔"

(۲) ایک طویل مکاشفہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ "اس وقت اللہ کی نظر کرم اور خاص عنایت ان کی (حضرتؒ کی) طرف متوجہ ہے۔ یہیں سے سارے انوارات پورے عالم میں پھیلتے ہیں ان کے سلسلہ، معمولات اور تالیفات و تصنیفات کے ذریعہ سے ــ جو ان میں زیادہ لگے گا اس کو زیادہ فائدہ ہو گا۔"

(۳) اور ایک بار مولانا عزیز الرحمٰن صاحب راولپنڈی والوں کی خانقاہ دکھائی گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ "یہ حق کی تجلی گاہ ہے۔" پھر چار جگہیں نظر آنے لگیں ایک تو یہی۔ دوسری (حضرت) غلام دستگیر صاحب لاہور والوں کی خانقاہ۔ تیسری (حضرت) مفتی زین العابدین صاحب کی فیصل آباد کی خانقاہ۔ چوتھی کراچی کی خانقاہ (جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن) میں حضرت کے متعدد خلفاء کی اجتماع گاہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے چاروں کے بارے میں فرمایا "یہ مراکز خیر و برکت اور رشد و ہدایت ہیں، جتنا لگن سے دل لگا کر کام کریں گے اتنی ہی ترقی ہو گی۔" پھر فرمایا "اصل تو مٹنا ہے" پھر فرمایا اور اس وقت گویا حضرت شیخ بھی حضور صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے پاس کھڑے تھے) کہ اس سے ان (یعنی حضرت) کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی اور یہی ہمارا بھی مدعا ہے۔" اھ

نوٹ :- یہ ملک پاکستان کے مراکز کے متعلق ہے۔ لیکن دوسرے مبشرات میں حضرت کے قائم کردہ دیگر مراکز ذکر و خانقاہ افریقہ، زامبیا اور انگلینڈ کے متعلق مستقل ارشادات ہیں جو

ہم نے کچھ آدمی بنا لیے ہیں جو انشاء اللہ کام کو سنبھال لیں گے

جو بہجۃ القلوب میں چھپ گئے ہیں۔

(۴) وصال کے بعد جب حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب حضرت قدس سرہٗ کے مزار مبارک در بقیع الغرقد مراقب ہوئے اور طویل مکاشفہ میں ایک سوال حضرت سے یہ بھی کیا کہ اب ہم کیا کریں۔ تو مسکرا کر ارشاد فرمایا کہ "ہماری تو وہی ادا ہے۔" اس فقرہ کی تفصیل بہجۃ القلوب میں مذکور مکاشفہ میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت کے بارے میں یہ فرمایا تھا کہ "ہمیں ان کی یہی ادا پسند ہے کہ یہ وقت ضائع نہیں کرتے۔" اھ

اب اسی بارے میں کچھ حضرت اقدس سرہٗ کے ارشادات نقل کرتا ہوں۔

(۱) بانی تبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب دہلوی قدس سرہٗ کی مرض وفات کے آخری دنوں میں حضرت مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ العالی نے حضرت شیخ قدس سرہٗ سے حضرت دہلوی کے جاری فرمائے کام کے بقاء کے متعلق فکر مندی کا اظہار فرمایا۔ جس پر حضرت اقدس قدس سرہٗ نے جو ارشاد فرمایا اس کا ایک حصہ یہاں نقل کیا جاتا ہے اور تفصیل سوانح یوسفی میں ہے فرمایا مولوی صاحب! حضرت چچا جان کی حالت دیکھ کر جو فکر آپ کو ہو رہی ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ وہ یہاں سب کو ہی ہو رہی ہے اور سب اسی سوچ میں ہیں لیکن یہ بات ایسی نہیں کہ ہم اور آپ اس کا کوئی انتظام کر لیں اور وہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کا معاملہ اپنے خاص بندوں کے ساتھ جو اس کے لیے سرتے مٹتے ہیں یہ ہے کہ وہ ان کی چیز کو ضائع نہیں فرماتا۔ ان کے بعد بھی ان کے کام اور ان کے فیض کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اکثر و بیشتر تو ایسا ہوتا ہے کہ ان کی زندگی میں کچھ لوگ ان کی محنت و تربیت سے تیار ہو جاتے ہیں اور وہ لوگوں کی آنکھوں کے سامنے ہوتے ہیں اور ان سے امید ہوتی ہے کہ اس بندے کے بعد انشاء اللہ اس کا سلسلہ اور فیض ان کے ذریعے جاری رہے گا۔ مشائخ کے یہاں خلافت و اجازت کا سلسلہ دراصل اسی کی ایک عملی اور انتظامی شکل ہے۔ خلافت و اجازت کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ ان کو شیخ کی نسبت کچھ حاصل ہو گئی ہے۔ اور اللہ کے بندوں کو اللہ سے ملانے کا جو کام شیخ سے لیا جا رہا ہے وہ انشاء اللہ ان سے بھی لیا جائے گا۔ اھ (چنانچہ الحمد للہ مختلف ممالک میں سر سے اوپر حضرت کے خلفاء بقید حیات اس کام میں مصروف ہیں)

۲- کئی سال قبل مدرسۃ العلوم الشرعیۃ مدینہ منورہ کے اپنے حجرے میں حضرت اپنی چارپائی پر تشریف فرما تھے کہ کسی گفتگو کے ذیل فرمایا کہ "ہم نے کچھ آدمی بنا لیے ہیں جو انشاء اللہ کام کو سنبھال لیں گے۔ اب ہم چلیں ہندوستان میں بھی ہیں انگلینڈ میں بھی ہیں۔ افریقہ میں بھی ہیں۔ حجاز میں بھی ہیں۔ بس یہ کچھ آدمی ہو گئے ہیں۔ اب ہم چلیں۔" (بروایت ڈاکٹر اسماعیل صاحب مجاز بیعت حضرت قدس سرہٗ) یہاں ملکوں کا نام بطور مثال لیا گیا ورنہ پاکستان کینیڈا، برما، انڈیا، زیمبیا وغیرہ میں بھی حضرت کے مجازین موجود ہیں۔

۳- اسی لائن کے فروغ کے لیے حضرت کا اپنے بعض خواص خلفاء کو جب وہ حضرت کے ساتھ رمضان گزارنے کی اجازت مانگتے تو حضرت بہت ہی اہتمام اور تاکید سے یہ فرماتے کہ اب تو کام تم ہی لوگوں کو آگے بڑھانا ہے۔ اپنی اپنی جگہوں پر اعتکاف کرو اور دوستوں سے کرواؤ، اور کام میں لگاؤ۔ اکثر تو یہ حضرات خواص حضرت سے مکرر سہ کرر عرض کر کے محبت و تعلق کی بناء پر حضرت ہی کی خدمت میں رمضان گزارتے اور جب کوئی اپنے ہاں اس کا اہتمام کرتا اور اپنے متعلقین کو ذکر و شغل

ذکر کی لائن کو اپنا خصوصی مشغلہ بنا کر خوب پھیلائیں

میں لگاتا اور یہ تفاصیل حضرت کی خدمت میں و پہنچیں تو حضرت بہت ہی زیادہ خوش ہوتے اور مجمع میں ان کے خطوط سنواتے۔

۴۔ **حضرت کے خلفاء میں سے یا کسی دوسرے بزرگ کو اپنا شیخ بنانے کے متعلق ایک تنبیہ!**

ہمارے حضرت اقدس شیخ قدس سرہٗ نے اپنے مرشد پاک حضرت سہارنپوری قدس سرہٗ کے بعد وقت کے تمام مشائخ اکابرین مثلاً حضرت حکیم الامت تھانویؒ، حضرت شیخ الاسلام مدنیؒ، حضرت شاہ عبدالرحیم صاحبؒ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رائپوریؒ، مجدد تبلیغ حضرت شاہ محمد الیاسؒ کے تمام فیوض و برکات اور کمالات و خصوصیات کو اپنے میں جذب کیا اور ان میں سے جس کا جو طرز حضرت امام ربانی گنگوہی قدس سرہٗ کے طرز کے قریب تر تھا اس کو عملاً اختیار فرمایا۔ بندہ یہاں اس بنا پر انتخاب شیخ کے بارے میں حضرت حکیم الامتؒ ہی کا ایک ارشاد نقل کرتا ہے کہ ان رسائل تصوف میں حضرت حکیم الامتؒ کی کتب مثلاً تربیت السالک وغیرہ کو مطالعہ میں رکھنے کی ہمارے حضرتؒ ہدایت فرماتے تھے۔ کسی سے بیعت ہونے کے لئے صرف اس کا مجاز اور خلیفہ ہونے کی شرط کافی نہیں ہے اجازت بیعت تو شیخ کی بہت سی شرائط میں سے ایک شرط ہے۔ گو یہ شرط لازمی اور ضروری ہے۔" انتخاب شیخ کی باقی جملہ شرائط حضرت کی کتاب "شریعت و طریقت کا تلازم" میں درج ہیں ان سب کا حتی الوسیع لحاظ رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ اجازت شیخ یا مجازِ شیخ ہو جانے کا مطلب بالفاظ حضرت حکیم الامتؒ یہ ہے کہ فرمایا "اجازت کی حالت کا رکا اس کا حاصل حالاً درستی اور بربنار مناسبت (مناسبت شیخ) مآلاً توقع رسوخ ہے۔ متغیر ہو جانا کچھ مستبعد نہیں فان الحی لاتومن علیہ الفتنۃ۔ بلکہ یہ احتمال بعد راسخ ہو جانے کے بھی محال نہیں ہے دگو اس کا وقوع قلیل ہوتا ہے ہم کیونکہ رسوخ واقعی کا جس میں تغیر محال ہے علم قطعی کسی کو ہو سکتا ہے اذ

ظن کی خود حقیقت جانب مخالف کے محتمل ہونے کو بتلا رہی ہے۔ اس لئے احتیاطاً سب مجازین کے متعلق بالخصوص مکاتبت نہ رکھنے والوں کے بارے میں عرض عام ہے کہ ان سے رجوع کرنے میں محض میری اجازت پر اعتماد نہ رکھیں بلکہ جو علامات احقر نے تعلیم الدین میں صاحب کمال کی لکھی ہیں ان پر منطبق کر کے عمل کریں انتہیٰ کلامہ (یہ عبارت راقم الحروف نے حضرتؒ کے وصایا سے لی ہے اگر کہیں کسی کو غلطی محسوس ہو تو اصل سے رجوع کر لیں)

۵۔ اجازت کے علاوہ مناسبت کا ہونا، توحید مطلب حاصل ہو جانے میں کسی مانع کا نہ ہونا وغیرہ بہت سی شرائط کی اہمیت احقر کے رسالہ فیض شیخ میں ملاحظہ کر لیں۔

ساتوں قسموں کے حضرات سے انفرادی گذارش

قسم اوّل

یعنی وہ حضرات جن کو حضرت سے صرف محبت و عقیدت ہے حضرت سے یا کسی اور سے ابھی تک بیعت نہیں ہوئے اور اب حضرت کے سلسلے اور فیوض سے بہرہ ور ہونا چاہتے ہیں ان کی خدمت میں عرض ہے کہ بزرگوں سے محبت گو بڑی نعمت ہے لیکن اصل فائدہ عالم اسباب میں کچھ کرنے کے ساتھ مربوط ہے۔ زندگی کی مہلت کو غنیمت جان کر تعلق باللہ کی دولت کو حاصل کرنے میں عملی قدم اٹھائیں اور اس نیت سے کسی کے ساتھ خصوصی تعلق جوڑیں جس کی ظاہری صورت بیعت ہونا ہے ان حضرات کے لئے اس کی بھی شرط نہیں کہ ضرور حضرت اقدس قدس سرہٗ ہی کے مجازین سے رجوع کریں مشائخ حقہ میں سے جہاں بھی مذکورہ بالا شرائط پا کر اطمینان ہو وہاں بیعت ہو جائیں تو حضرت قدس سرہٗ سے محبت کا تقاضہ پورا ہو جائے گا کہ سب سلاسل کا منتہیٰ و مقصد ایک ہی ہے۔ یہاں ایک ضروری امر یہ ہے کہ بڑوں کو دیکھ لینے والی نظر

حضرت شیخ الحدیث مختلف ممالک میں ماہ مبارک رمضان شریف گذارنے کے جو نمونے قائم فرما کر اور عملی تعلیم دے کر گئے اس کو اپنی اپنی جگہ اہتمام سے جاری کیا جائے

چھوڑوں کو وقیع نہیں سمجھتی مگر یاد رکھیں کہ پھر ایسے بھی نصیب نہ ہوں گے۔ حضرت قدس سرہٗ اس مضمون کو بہت بیان فرماتے تھے کہ۔ اصل ہادی مطلق جو ذاتِ پاک ہے وہ حیّ و قیوم ہے مگر عادات اللہ اسی طرح جاری ہے اور یہی حکم بھی ہے کہ با ضابطہ واسطے اور وسیلہ کی ضرورت ہے۔

قسم دوم

میں ایک کثیر تعداد جو مختلف ممالک میں بڑے مجمعوں کے ساتھ حضرت قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے اور اسی وقت حضرت کے اعلان کے مطابق انہوں نے اپنی اصلاح و تربیت کا تعلق حضرت کے کسی مجاز سے قائم کر لیا تھا اور جنہوں نے اس وقت ایسا نہ کیا ہو تو اب کر لیں اور مجاز کے انتخاب کرنے میں گذشتہ اوراق میں مذکورہ ہدایات کو ملحوظ رکھیں اور اب ان کو اپنا شیخ ہی سمجھا جائے اور شیخ سے معاملہ رکھنے کے جملہ آداب مثلاً انقیاد، ترجیح مطلب اپنے حالات کی اطلاع کے لئے مکاتبت اور ان کی اتباع وغیرہ کا پورا لحاظ رکھا جائے (ان سب باتوں کی تفصیل رسالہ اکابر کا سلوک و احسان اور رسالہ فیضِ شیخ میں ملاحظہ کریں)

گو ضابطہ میں ان سے تجدید بیعت کی ضرورت نہیں اور اکثر وہ حضرات دوبارہ بیعت لینے کو گوارہ بھی نہ کریں گے جب کہ خود حضرت شیخ قدس سرہٗ دوسرے کاملین و مشائخ کے مریدوں کو عام طور پر بیعت کرنا ادب کے خلاف سمجھتے تھے۔ فرماتے تھے کہ بیعت کی ضرورت نہیں البتہ جو کرنا ہے ہیں ان کے متعلق آگے کچھ پوچھنا ہو کرے تو خدمت کے لئے ہر طرح حاضر ہیں۔ لیکن اگر بیعت کر لیے میں خصوصاً آج کل آزادی کے دور میں ترجیح مطلب اور یکسوئی وغیرہ استفادہ کے ضروری شرائط حاصل ہونے میں زیادتی کی توقع ہو تو تجدید بیعت کا مضائقہ نہیں بلکہ بعض طبیعتوں کے لحاظ سے ضروری ہو جاتا ہے اور حضرت بھی بعض کو بیعت فرما لیتے تھے۔

قسم سوم

کچھ حضرات ایسے بھی ہیں جو حضرت قدس سرہٗ سے بیعت ہو کر داخل سلسلہ تو ہو گئے تھے مگر آگے کچھ کرنے کا ارادہ ہی نہیں کیا یا اپنی اصلاح باطنی کے لئے اپنے طور پر کوئی مشغلہ اور معمول تجویز کر لیا یا اہل حق میں سے حضرت کے طرز تربیت کے علاوہ کسی دوسرے بزرگ سے جوڑ کر لیا خواہ وہ بزرگ حضرت کے مجاز بھی ہوں لیکن اب ان کا طرز تربیت حضرت کے طریقہ تربیت پر نہ رہا ہو۔ اول الذکر جنہوں نے ارادہ ہی نہیں کیا ان کی خدمت میں حضرت کا مشہور ملفوظ عرض ہے کہ حضرت بیعت کرنے کے بعد اکثر فرمایا کرتے تھے کہ یارو! بیعت ہونا کچھ کرنے کے لئے ہوتا ہے محض نام کی چیز نہیں۔ اگر کوئی کسی مدرسہ وغیرہ میں نام تو لکھا دے اور پڑھنے ایک دن بھی نہ جائے اسے کیا آئے گا! اور دوسرے حضرات کیلئے گزارش ہے کہ تصوف کا مقصد باضابطہ متعین اصولوں کے تحت مخصوص طرق کے ذریعہ نفس کے رذائل، کبر، ریا، بغض، کینہ، حسد وغیرہ کا ازالہ اور باطنی صفات حمیدہ استحضار ذات باری تعالیٰ، اخلاص، تواضع، اپنی ذات کو متہم جاننا، آخرت کی محبت، دنیا سے بے تعلقی وغیرہ جملہ خصائل رفیعہ کا حصول ہے۔

علمی انہماک اور دینی و اصلاحی کاموں میں مشغولی و فنائیت کے بارے میں کوئی شک نہیں کہ نہایت اونچے اور ضروری و اہم ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ذہن نشین ہونا چاہیئے کہ ان میں انہماک و مشغولی کی وجہ سے مقصد مذکور سے اکثر بے توجہی اور صرف نظر ہو جاتی ہے اور آدمی سمجھ بیٹھتا ہے کہ میں ان رذائل سے پاک و منزہ ہو کر خصائل کو حاصل کر چکا ہوں حالانکہ یہ عام آدمی سے بھی زیادہ ان رذائل میں مبتلا اور خصائل

سے عاری ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ جس دینی کام میں مشغول ہے وہ بجائے اس کے لئے مفید اور باعث قرب و رضا الٰہی ہونے کے اس کے حق میں مہلک بن جاتا ہے۔ ہاں البتہ اگر نسبت (خصوصی تعلق مع اللہ) حاصل ہونے کے بعد یا اس نسبت کو حاصل کرنے کی مستقل کوشش اس راستے کے اصول و ضوابط کے ساتھ کرتے ہوئے ان اعلیٰ و ارفع دینی کاموں میں لگے تو وہ دینی کام موجب ترقیات ہوتے۔ محققین و کاملین بزرگان امت

تعلق مع اللہ کا باغ انہوں نے لگا دیا ہے، ان کے متعلقین جتنا اس طرف متوجہ ہوں گے اس کی فکر کریں گے اتنا ہی انہیں قرب حاصل ہوگا!

سلف و خلف کے کلام میں اس کی تفاصیل موجود ہیں کیونکہ حدیث پاک میں قلب کی اصلاح کو ظاہری اعمال کی اصلاح کا ذریعہ فرمایا گیا ہے نہ کہ اس کے برعکس کو۔ اس بارے میں حضرت قدس سرہٗ کا تازہ تالیف کروایا ہوا رسالہ صفائے معاملات مطالعہ کریں۔

قسم چہارم

وہ حضرات جو بیعت ہو جانے کے بعد کچھ عرصہ سے ابتدائی معمولات کے پرچہ پر عمل کر رہے تھے اور مزید ذکر شغل پوچھنے کے لئے ارادہ کر رہے تھے یہ حضرات قسم نمبر ۲ والوں کے مطابق عمل کریں انشاء اللہ کامیاب ہوں گے۔

قسم پنجم

وہ حضرات جنہوں نے بیعت کے بعد براہ راست حضرت اقدس قدس سرہٗ سے مراسلت رکھی اور ذکر شغل کر رہے ہیں۔ ان کا معاملہ آسان ہے ان کو حضرت کے کسی مجاز سے تعلق جوڑ لینا چاہیے اور انتخاب کے لئے اپنی مناسبت عقیدت اور ان سے ربط رکھنے کی سہولت کو دیکھ لیا جائے۔ یہ بات پرانوں کے لئے کچھ مشکل نہیں بلکہ پہلے ہی سے ان کی دوستی کسی سے ہوتی ہی ہے اور وہ انتخاب کی سمجھ بوجھ رکھتے ہیں مگر اس راستے میں تنہا چلنا خطرے سے خالی نہیں۔

قسم ششم

کچھ حضرات حضرت اقدس قدس سرہٗ کے خلفاء کے مجاز ہیں کہ حضرت نے اپنے بعض قدیم مجازین کو حکم دیا کہ تم ان کو اپنی طرف سے بیعت کی اجازت دے دو کہ یہ اس امر کے اہل ہو گئے ہیں کیونکہ ان کا تعلق بیعت یا ذکر کی تعلیم و تربیت کا تم ہی سے رہا اس لئے اجازت بھی تمہاری ہی طرف سے ہونا چاہیئے۔ ان حضرات سے کچھ عرض کرنے کی ضرورت نہیں کہ ان کے شیخ موجود ہیں۔

قسم ہفتم

وہ حضرات جن کو حضرت نے بیعت کی اجازت دی۔ ان کی خدمت میں کچھ عرض کرنے کا بندہ کا منہ نہیں بے ادبی ہے بلکہ ہم ان کی ہدایات کے محتاج ہیں۔ مگر ان میں بعض بالکل نئے حضرات ہیں جن کو حضرت نے اپنی عادتِ شریفہ کے مطابق اجازت کے وقت ہی فرما دیا ہو گا کہ فلاں سے پوچھتے رہا کرو۔ اور بروایت حضرت مولانا یوسف متالا ایک دفعہ حضرت قدس سرہٗ نے فرمایا تھا کہ بعضوں کو میں نے یہ سوچ کر اجازت دی ہے کہ انہیں مجھ سے محبت تو ہے ہی، میرے مرنے پر جو دھکا لگے گا اس سے انشاءاللہ ان کا کام بن جائے گا۔ حضرت کی خدمت میں حضرت سے سنی ہوئی چند باتیں عرض کر رہا ہوں پہلے معلوم بھی نہیں۔ جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت کا رسالہ نسبت و اجازت کو مطالعہ میں رکھیں غور کرنے سے اس میں سب ضروری باتیں مل جائیں گی۔

۲۔ اجازت کی مثال بچہ کو دودھ چھڑانے کی طرح ہے کہ شیر خوارگی تو ختم ہو گئی مگر ابھی ناسمجھی اور بچپن تھا کہ یتیم ہو گئے۔ سایہ رہبر کامل اٹھ گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اب

زندگی کی مہلت کو غنیمت جان کر تعلق باللہ کی دولت کو حاصل کرنے میں عملی قدم اٹھائیں اور اس نیت سے کسی کے ساتھ خصوصی تعلق جوڑیں جس کی ظاہری صورت بیعت ہوتا ہے۔

بہت فکر اور سنبھلنے کی ضرورت ہے اور ابھی عرصہ دراز تک بڑوں کی سرپرستی کی حاجت ہے۔ حضرت کے قدیم خلفاء میں سے کسی کے ساتھ خصوصی تعلق جوڑ لیں یعنی اگر پہلے سے نہ ہو۔ احقر راقم الحروف نے تو حضرت کے ایک مجاز سے تجدید بیعت بھی کر لی ہے اور اپنے اوپر اپنی مناسبت کے حضرات کو اپنا نگران اور مشیر بنا لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر فتن و گمراہی سے بچا کر حسن خاتمہ کی دولت سے نوازے۔

۳۔ حضرت قدس سرہ نے ان ہی حضرات کے پیش نظر رسالہ صیانۃ الاقارب کی تالیف کروائی اور اس کے جلد طبع ہو جانے کا غیر معمولی تقاضا فرمایا۔ الحمد للہ حضرت کی حیات میں طبع ہو کر آگئی تھی۔ اس کو حضرت کے خلفاء کی خدمت میں حضرت کی طرف سے ہدیہ ارسال کیا جا رہا ہے جن کو نہ ملی ہو وہ بلا قیمت منگوا لیں۔

۴۔ مختلف ممالک میں ماہ مبارک رمضان شریف گزارنے کے جو نمونے قائم فرما کر اور عملی تعلیم دے کر گئے اس کو اپنی اپنی جگہ اہتمام سے جاری کیا جائے۔ آخری سالوں میں جب حضرت کا کوئی پرانا مجاز حضرت کے ساتھ اعتکاف کرنے کی اجازت طلب کرتا تو ان کو یہی فرماتے کہ یہ نظام تم خود اپنی جگہ قائم کرو تاکہ تمہاری وجہ سے اور لوگ بھی اعتکاف کر لیں گے۔ اس اعتکاف میں ذکر و شغل کا اجتماعی چلہ ہو جاتا تھا۔ لہٰذا ماہ مبارک میں مسجدوں میں اس کا اہتمام کیا جائے۔

۵۔ اپنی تکمیل و اصلاح کی فکر میں پوری توجہ کے ساتھ مشغول ہوتے ہوئے جو کام حضرت اقدس سرہ سپرد فرما گئے ہیں اپنے کو اس کا نااہل سمجھتے ہوئے تعمیل ارشاد میں جان لڑا دیں یعنی ذکر کی لائن کو اپنا خصوصی مشغلہ بنا کر خوب پھیلائیں۔ مگر اس کو پھیلانے میں اپنی نااہلیت کے تصور اور تواضع کے طریقہ کو لازمی طور پر ملحوظ رکھیں کہ دل سے دعا اور توجہ سے ترغیب

> **پیارو! بیعت ہونا کچھ**
>
> **کرنے کے لئے ہوتا ہے**
>
> **محض نام کی چیز نہیں**

سے لوگوں کو آمادہ کریں جو کر رہے ہیں ان کو آگے بڑھائیں لیکن بیعت کے لئے دوسرے حضرات کی طرف رجوع کا مشورہ دیں جیسا کہ حضرت اقدس اکابر کی موجودگی میں حضرت رائے پوری، حضرت مدنیؒ، حضرت تھانوی اور حضرت دہلوی رحمہم اللہ تعالیٰ سے

> **بڑوں کو دیکھ لینے والی نظر چھوٹوں کو وقیع نہیں سمجھتی مگر یاد رکھیں پھر ایسے بھی نصیب نہ ہوں گے**

بیعت کا مشورہ دیا کرتے تھے۔ ان اکابر کے بعد ان کے خلفاء کی طرف رہنمائی فرماتے رہے مگر جو خصوصی مناسبت وعقیدت کی وجہ سے بضد ہوا اس کو بیعت فرما لیتے تھے۔ یہی طرز ہمارے اکابر کا رہا ہے اور اسی طرز سے اس راستے کا اخلاص اور قبولیت حاصل ہوتی ہے اسی سے اتفاق قائم رہتا ہے ورنہ دوسروں کی خیر خواہی میں اپنی طرف دعوت دینا باعث نفسانیت اور افتراق ہے اور اس درویشی کے راستے اور اپنے کو مٹانے کے راستے کے بالکل خلاف ہے۔ یہاں ایک ضروری امر یہ ہے کہ جب بیعت یا تلقین کرنا پڑ جائے تو اس خدمت کو انجام دینے میں اپنی نااہلیت اور تواضع کی وجہ سے حوصلہ نہ ہارے بلکہ اللہ ہی کے ہادی ہونے کے تصور سے اسی پر توکل کرکے اسی سے مدد مانگ کر کام توجہ سے کرے۔ یہاں گزشتہ ماہ کا اپنا ایک واقعہ لکھتا ہوں کہ ذکر کے سلسلہ میں ایک صاحب کے خط کا جواب لکھ رہا تھا۔ ذکر کی ایک حالت کے متعلق سوال تھا جس کا جواب میرے خیال میں سہل تھا اور گویا مجھے معلوم تھا۔ میں نے دو تین سطریں لکھیں کہ میرا قلم رک گیا دفعتہً حضرت اقدس قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضری دی بات کرنے کا موقع تھا۔ ان صاحب کا سلام عرض کیا اور ان کا سوال بھی پوچھ لیا۔ حضرت نے پہلے تو وہی فرمایا جتنا دو سطروں میں میں لکھ کر آیا تھا اور آگے باقی جواب جو میرے ذہن میں تھا اس کے بالکل خلاف

حضرت شیخ رحؒ کے نزدیک تمام خرابیوں کا باعث اخلاص اور تعلق باللہ کی کمی ہے اور اس کے حصول کا واحد علاج ذکر اللہ کی کثرت ہے

فرمایا۔ حضرت کے ارشاد فرمانے کے بعد مجھے اپنی غلطی سمجھ میں آگئی۔

لہٰذا اس کام میں غیبی مدد ہوتی ہے باقی سبب واسطے کے درجہ میں ہیں۔

۶ اہم نمبر جو اس تحریر کا لب لباب اور مقصد ہے

حضرت اقدسؒ کی مبارک زندگی کا آخری عمل اور مشغولی کو اپنا خصوصی مشغلہ بنانا جس کے لئے حضرت اقدس نے انتہائی معذوری میں اسفار کئے، رسالے تالیف کروائے جگہ جگہ مجالس ذکر قائم کروائیں اسی مشغلہ پر مرمٹنے کی ضرورت ہے۔ اس کے متعلق خود حضرت اقدس کا رویا صالحہ اور اس کی تعبیر پھر اس پر حضرت کا عمل کا ذکر ملاحظہ فرمائیں۔ اس کو رسالہ صفائی القلوب صفحہ ۱۲۸ سے یہاں نقل کیا جا رہا ہے۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجھے زیارت ہوئی اور حضرت گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی کہ زکریا کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضری کا اشتیاق بہت ہو رہا ہے لیکن میرا جی چاہتا ہے کہ کچھ اور اس سے کام لیا جائے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں اس کو یہاں آنے کا اشتیاق تو بہت ہے مگر میرا بھی یوں ہی دل چاہتا ہے کہ اس سے کچھ اور کام لیا جائے۔ اس خواب کے بعد میں بہت حیرت میں پڑ گیا کہ میں کس کام کا نہیں ساری عمر یونہی بیکار ضائع کی اب کیا کام کر لوں گا۔ اور یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضری کا اشتیاق میں کیا کروں میرا حاضری کا موقع نہیں ہی نہیں۔ مگر کچھ دنوں بعد چچا جان کا واقعہ یاد آیا وہ یہ کہ جب چچا جان (حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ) مدینہ منورہ آئے تو ان کا ارادہ یہاں ٹھہر جانے کا ہوا۔ روضۂ اقدس سے اشارہ ہوا کہ ہندوستان جاؤ تم سے کام لینا ہے۔ چچا جان نے فرمایا کہ میں بہت دنوں تک پریشان رہا کہ بولنا مجھے نہیں آتا۔ تقریر مجھے نہیں آتی۔ میں ضعیف کیا کام کروں گا۔ کچھ دنوں کے بعد حضرت شیخ الاسلام مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بھائی مولانا سید احمد صاحبؒ نے جب انہیں پریشان دیکھا تو کہا کہ تم کام کرو فکر کیا کہ تم سے کام لیا جائے گا لینے والا خود لے گا۔ اس کے بعد چچا جان کو اطمینان ہوا۔

جب بیعت یا تلقین کرنا پڑجائے تو اس خدمت کو انجام دینے میں اپنی نااہلیت اور تواضع کی وجہ سے حوصلہ نہ ہارے بلکہ اللہ ہی کے ہادی ہونے کے تصوّر سے اسی پر توکل کر کے اسی سے مدد مانگ کر کام توجہ سے کرے۔

ہندوستان آکر تبلیغی کام شروع ہوا اور ماشاء اللہ خوب چلا۔ میں نے کبھی سوچا کہ یوں نہیں کہا گیا کہ ذکر کہ ذکر بکریوں کہا کہ کام لیا جائے گا۔ میں سوچتا ہی رہا کچھ دنوں کے بعد خیال ہوا کہ ذکر شغل کی لائن بالکل ٹوٹ گئی ہے۔ ہندوستان پاکستان کی اکثر خانقاہیں برباد ہو گئی ہیں۔ اس واسطے شاید حضرت گنگوہیؒ کی بھی یہی منشاء ہو کہ ذکر شغل ان کی خانقاہ کا اہم مشغلہ تھا اور جب حضرت آنکھوں سے معذور ہو گئے تو تعلیم کی جگہ بھی ذکر شغل نے لے لی تھی۔ اس لئے مجھے ذکر شغل کا اہتمام ہو گیا اور اسی بنا پر اپنے معمولات اور معذوری کے باوجود لندن پاکستان اور افریقہ جہاں جہاں بھی خانقاہ قائم کرنے کا وعدہ ہو جس حال میں بھی ہوں پہنچنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اللہ کرے یہ کام اللہ کے فضل سے کچھ چل نکلے اور یہی مراد حضرت کی بھی ہو تو کچھ سرخروئی ہو جائے۔

آج کل جو ہر دینی شعبے میں انتشار اور فتن کا زور ہے جن کی خبریں سُن سُن کر حضرت اقدس کو پوری پوری رات نیند نہیں آتی اور ضعف روحانی و قلبی تکلیف کی وجہ سے صحت بہت ہی کمزور ہو گئی ہے۔ صحت کے لحاظ سے انتہائی خطرناک حالت میں اور سفر سے وحشت اور ساری عمر کے معمول کے خلاف اب دور دور کے اسفار صرف اس مقصد کے لئے فرما رہے ہیں تاکہ ذکر کے مراکز قائم ہوں۔ کیونکہ حضرت کے نزدیک تمام خرابیوں کا باعث اخلاص اور تعلق باللہ کی کمی ہے اور اس کے حصول کا واحد علاج ذکر اللہ کی کثرت ہے اس لئے آجکل حضرتِ اقدس خاص طور سے اس لائن کی طرف متوجہ ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت کو جو مقام دیا ہے اس کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ وہ ایسے امر کی طرف متوجہ ہوں جو سارے کاموں کی روح اور سب سے اہم ہو اور ہمارے لئے دوسری اہم بات یہ ہے کہ جس کام کی طرف متوجہ ہوں وہ چونکہ مؤید من اللہ ہوتا ہے۔ اس میں لگنے والے فلاح پاتے ہیں۔ اور آج کل اسی کام کی زیادہ ضرورت ہے اور یہی قبولیت اور دین کے فروغ کا ذریعہ ہے۔

آخری گذارش

حضرتؒ کے لیے کثرت سے مالی جانی ایصال ثواب کا اہتمام اور برادران طریقت پر شفقت ان کی خدمت اور حضرت کے کام میں لگے رہنے کی تاکید حضرت کی تالیفات کی اشاعت کی کوشش اور حضرت کے رفع درجات کے لئے دعاؤں کی کثرت فرمائیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

نوٹ

جن حضرات کو توفیق ہو وہ اس کتابچہ کا فوٹو لے کر چھپوا کر زیادہ سے زیادہ اشاعت کر کے ثواب دارین حاصل کریں۔

محمد اقبال
مدینہ منورہ
۸ / شعبان سنہ ۱۴۰۲ھ

فہرست خلفاء مجازین قطب الاقطاب حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب

قدس سرہٗ العزیز مہاجر مدنی سے

نمبر	اسماء		پتہ
۱۔	حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی	زید مجدہم	
۲۔	" مولانا عبد اللطیف صاحب	(مرحوم)	سابق ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور
۳۔	" مولانا منور حسین صاحب	زید مجدہم	شیخ الحدیث جامعہ لطیفیہ کٹیہار ضلع پورنیہ بہار۔
۴۔	" مولانا عبید اللہ صاحب بلیاوی	"	مدرس مدرسہ کاشف العلوم دہلی
۵۔	" مولانا عبد الجبار صاحب اعظمی	"	شیخ الحدیث شاہی مسجد مراد آباد
۶۔	" مولانا سعید احمد خان صاحب مہاجر مدنی	"	امیر تبلیغ سعودی عربیہ
۷۔	" مولانا محمد عمر صاحب کاندھلوی	(مرحوم)	کاندھلہ ضلع مظفر نگر یوپی (تقسیم کے بعد سے ان کا کوئی پتہ نہیں)
۸۔	" مولانا محمد عمر صاحب پالنپوری	زید مجدہم	مرکز تبلیغ نظام الدین دہلی
۹۔	" مولانا مسعود الٰہی صاحب	"	میرٹھ ضلع مظفر نگر یوپی
۱۰۔	حضرت قاری عبد المعید صاحب سنبھلی	"	امام مسجد کھوکھا بازار بمبئی
۱۱۔	" مولانا واثق الیقین صاحب	"	کرسی ضلع بارہ بنکی
۱۲۔	" مولانا عبد اللہ صاحب کرسوی	"	" "
۱۳۔	" مفتی زین العابدین صاحب	"	دار العلوم فیصل آباد پاکستان
۱۴۔	" مولانا کفایت اللہ صاحب	"	بنارس کانٹھا پالنپور گجرات
۱۵۔	" مفتی محمود صاحب	"	صدر جمعیۃ العلماء رنگون برما
۱۶۔	" مولانا معین الدین صاحب	"	سکھر سندھ "
۱۷۔	" قاری امیر حسن صاحب	"	سیوان بہار
۱۸۔	" مولانا عبد الرحیم متالا سورتی	"	المعہد الرشید الاسلامی چپاٹا زامبیا
۱۹۔	مولانا الحاج ملک عبد الحفیظ صاحب	"	مکہ مکرمہ سعودی عربیہ
۲۰۔	حضرت مولانا انعام الدین صاحب	"	جامعہ لطیفی کٹیہار ضلع پورنیہ بہار
۲۱۔	" بھائی جمیل احمد صاحب	"	جامعہ ملیہ حیدر آباد دکن
۲۲۔	" مولانا عبد الرحیم صاحب	"	دھامپور ضلع بجنور یوپی
۲۳۔	" مولانا یوسف تتلا صاحب	"	اسٹنگر جنوبی افریقہ
۲۴۔	" حاجی ابراہیم تتلا صاحب	(مرحوم)	" " "
۲۵۔	صوفی محمد اقبال صاحب مہاجر مدنی	زید مجدہم	مدینہ منورہ سعودی عربیہ

اسماء		پتہ
۲۶۔ ڈاکٹر اسماعیل میمنی صاحب	زید مجدہم	" " "
۲۷۔ حضرت مولانا احسان الحق صاحب		مدرسہ عربیہ رائے ونڈ ضلع لاہور پاکستان
۲۸۔ " مولانا محمد سجاد صاحب	"	مدرسہ بیت العلوم سرائے میر ضلع اعظم گڑھ یوپی
۲۹۔ " مولانا معین الدین صاحب	"	شیخ الحدیث مدرسہ امدادیہ مراد آباد
۳۰۔ " مولانا محمد اسرار الحق صاحب	"	مدرسہ نور العلوم بہرائچ یوپی
۳۱۔ " میانجی موسیٰ صاحب	(مرحوم)	فیروز پور نمک میوات
۳۲۔ " مولانا منیر الدین صاحب میواتی	"	" " "
۳۳۔ " مفتی اسماعیل کچھولوی	زید مجدہم	جامعہ ڈابھیل ضلع سورت گجرات
۳۴۔ جناب الحاج احمد ناخدا افریقی	"	مدینہ منورہ سعودی عربیہ
۳۵۔ حضرت مولانا محمد یحییٰ مدنی	"	جامعۃ العلوم الاسلامیۃ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
۳۶۔ " مولانا محمد ابراہیم صاحب پالنپوری	"	مدرسہ تعلیم الدین آنند ضلع کھیڑہ گجرات
۳۷۔ جناب الحاج ملک عبدالحق صاحب	"	مکہ مکرمہ سعودی عربیہ
۳۸۔ حضرت مولانا یوسف متالا صاحب	"	دار العلوم العربیہ الاسلامیہ ہولکمب بری انگلینڈ
۳۹۔ " مولانا اسماعیل بدات صاحب	"	مدینہ منورہ سعودی عربیہ
۴۰۔ حضرت قاضی عبدالقادر صاحب	"	جھاوریاں ضلع سرگودھا پاکستان
۴۱۔ " مولانا محمد مصطفےٰ صاحب	(مرحوم)	فیروز آباد ضلع آگرہ یوپی
۴۲۔ " مولانا محمد لولات صاحب	زید مجدہم	کرمالی وایا پاڑلی ضلع سورت گجرات
۴۳۔ " مولانا محمد مسلم صاحب	"	باکوڑہ بنگال
۴۴۔ " مولانا محمد زبیر صاحب	"	مکی مسجد کراچی پاکستان
۴۵۔ " مولانا محمد سلیمان پانڈور	"	مدرس مدرسہ نیو ٹاؤن جوہانسبرگ جنوبی افریقہ
۴۶۔ " مولانا محمد احمد صاحب	"	بہاولپور پاکستان
۴۷۔ " مولانا محمد ہارون صاحب ابن حضرت مولانا محمد یوسف	"	مرکز تبلیغ نظام الدین دہلی
" صاحب رحمۃ اللہ علیہما	"	
۴۸۔ " مولانا وارث علی صاحب	"	مدرسہ عربیہ اشاعۃ العلوم خیرآباد ضلع سیتاپور صوبہ اودھ
۴۹۔ " مولانا غلام محمد صاحب ڈیسائی	"	ترکیسر ضلع سورت گجرات
۵۰۔ " مولانا عبدالحلیم صاحب	"	مدرسہ ریاض العلوم گورینی چوکیہ کھیتہ سرائے ضلع جونپور
۵۱۔ " مولانا فقیر محمد صاحب	"	جزیرہ انڈمان
۵۲۔ " حکیم سعد رشید اجمیری	"	رانی تالاب ضلع سورت گجرات

نمبر	اسماء		پتہ
۵۳	″ مولوی احمد میاں صاحب		المعہد الاسلامی بواترنال جوہانسبرگ جنوبی افریقہ ۔
۵۴	″ صاحبزادہ مولانا محمد طلحہ صاحب (جانشین حضرت قطب الاقطاب قدس سرہٗ)		سہارنپور
۵۵	حضرت مولانا عبدالرحمٰن میاں	زید مجدہم	جامع مسجد لینز جوہانسبرگ جنوبی افریقہ
۵۶	″ مولانا امجد اللہ صاحب گورکھپوری	(مرحوم)	مہاجر مدنی
۵۷	″ قاضی محمود الحسن صاحب	زید مجدہم	چاوریاں ضلع سرگودھا پاکستان
۵۸	جناب الحاج حکیم یامین صاحب	″	مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ سعودی عربیہ
۵۹	حضرت مولانا اظہار الحسن صاحب کاندھلوی	″	مدرسہ کاشف العلوم مرکز تبلیغ نظام الدین دھلی ۔
۶۰	″ حاجی عبدالعلیم صاحب مراد آبادی	(مرحوم)	مراد آباد یوپی
۶۱	″ مولانا محمد ثانی حسنی ندوی مظاہری	(″)	ندوۃ العلماء لکھنؤ
۶۲	″ مولانا عبدالعزیز کملنوی	زید مجدہم	بنگلہ دیش
۶۳	″ الحاج غلام دستگیر صاحب	″	۴۸ ۔ لوئر مال روڈ لاہور
۶۴	″ حکیم الحاج مولانا عبدالقدوس صاحب دیوبندی	″	مدینہ طیبہ
۶۵	″ مولانا محمد یونس صاحب جونپوری	″	شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارنپور ۔ یوپی ۔
۶۶	″ مولانا قطب الدین گیاوی	″	مدرس شاخ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور
۶۷	″ میانجی محمد عیسٰی میواتی	″	فیروز پور نمک میوات
۶۸	″ مولانا محمد شفیق صاحب دیوبندی	″	مہتمم مدرسہ عربیہ سیلم مدراس
۶۹	″ مولانا نسیم احمد فریدی	″	امروہہ ضلع مراد آباد
۷۰	حضرت الحاج محمد ذکی بھوپالی	″	مدینہ طیبہ
۷۱	″ مولانا محمد عبداللہ صاحب	(مرحوم)	بہلی شریف شجاع آباد پاکستان
۷۲	″ الحاج انیس احمد صاحب	زید مجدہم	مدینہ منورہ
۷۳	″ مولانا محمد عاقل صاحب	″	صدر مدرس مظاہر علوم سہارنپور یوپی
۷۴	″ مولانا محمد ہاشم حسن پٹیل صاحب	″	نائب ناظم دارالعلوم ہولکمب بری انگلینڈ
۷۵	″ قاری رحیم بخش صاحب (استاذ القراء)	″	ملتان پاکستان
۷۶	″ مولانا احسان احمد پٹنوی مظاہری	″	مدینہ طیبہ
۷۷	″ مولانا نجیب اللہ صاحب چمپارنی	″	مدینہ طیبہ
۷۸	″ مولانا مظہر عالم مظفر پوری	″	مقیم کینیڈا
۷۹	″ الحاج فتح محمد صاحب	″	آسنسول بنگال
۸۰	″ الحاج محمد داؤد صاحب	(مرحوم)	ایبٹ آباد پاکستان
۸۱	″ مولانا سید مختار الدین صاحب	زید مجدہم	کوہاٹ پاکستان

	اسماء			پتہ
۸۲	مولانا زبیر الحسن صاحب	〃	〃	مرکز تبلیغ نظام الدین
۸۳	مولانا محمد اشتیاق صاحب	〃	〃	جامع العلوم مظفر پور بہار
۸۴	مفتی محمد شاہد صاحب	〃	〃	مدرس جامعۃ العلوم الاسلامیۃ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
۸۵	حضرت مولانا محمد گارڈی صاحب		زیدمجدہم	دیانٹ ریورالیشن ٹرانسوال جنوبی افریقہ
۸۶	مولانا فیض الحسن صاحب کاشمیری	〃	〃	دارالعلوم دیوبند
۸۷	مولانا عبدالحی صاحب	〃	〃	بہل شریف شجاع آباد پاکستان
۸۸	مولانا محمد طاہر منصورپوری	〃	〃	لکھنؤ
۸۹	صوفی مولانا عبدالاحد صاحب	〃	〃	مظفر پور بہار۔
۹۰	مولانا ہاشم بخاری صاحب	〃	〃	دارالعلوم دیوبند
۹۱	مولانا محمد شاہد صاحب	〃	〃	مظاہر علوم سہارنپور
۹۲	مولانا یوسف صاحب لدھیانوی	〃	〃	جامعۃ العلوم الاسلامیۃ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
۹۳	مولانا عبداللہ صاحب	〃	〃	شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ ساہیوال پاکستان
۹۴	مولانا سید رشید الدین صاحب	〃	〃	ہتمم مدرسہ شاہی مراد آباد یوپی
۹۵	الحاج حافظ صغیر احمد صاحب	〃	〃	مدینہ سٹیشنری مارٹ انارکلی لاہور
۹۶	پروفیسر محمد سلمان صاحب	〃	〃	علی گڑھ
۹۷	مولانا محمد احمد صاحب تھانوی	〃	(مرحوم)	پاکستان
۹۸	مولانا عزیز الرحمٰن صاحب	〃	〃	مسجد صدیق اکبر چوہڑ ہڑتال راولپنڈی
۹۹	مفتی ولی حسن صاحب ٹونکی	〃	〃	مفتی جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
۱۰۰	مفتی بشیر حسن احمد	〃	〃	۳۰۹ سیلور گلین ڈرائیو ۔ ڈربن ۔ ناٹال
۱۰۱	مولانا محمد ابراہیم پانڈور افریقی	〃	〃	ایلزبرگ جہانسبرگ جنوبی افریقہ
۱۰۲	مولانا محمد موسیٰ پانڈور صاحب	〃	〃	〃 〃 〃
۱۰۳	مولانا سید خلیل حسین صاحب	〃	〃	مہتمم مدرسہ اصغریہ دیوبند
۱۰۴	مولانا احمد درویش صاحب	〃	〃	مدرس مدرسہ نیو ٹاؤن جہانسبرگ جنوبی افریقہ
۱۰۵	مولانا محمد طلال ابراہیم باوا صاحب	〃	زیدمجدہم	مدرس حدیث دارالعلوم العربیہ الاسلامیۃ ہولکمب بری انگلینڈ

مندرجۂ ذیل حضرات کو حضرت قطب الاقطابؒ کی طرف سے اجازتِ مقیدہ دی گئی ہے۔

	اسماء			پتہ
۱۰۶	حضرت الحاج ابوالحسن صاحب صدیقی		زیدمجدہم	(خادم خاص) محلہ شاہ بہلول سہارنپور
۱۰۷	مولانا حافظ سلیمان صاحب	〃	〃	مرزاپور سہارنپور
۱۰۸	حافظ محمد صدیق صاحب	〃	〃	مدرس شاخ خلیلیہ مظاہر علوم سہارنپور

بائبل سے بائبل کی تکذیب

قرآن مجید کی روشنی میں بائبل کا ایک جائزہ

قسط نمبر ۲

پروفیسر ڈاکٹر احسان الحق رانا۔ ایم ۔ایس (کولمبیا) ایم ۔ایس سی (آنرز) پی ایچ ۔ڈی (پنجاب)

مسیحی بھائیوں کو دوستی کی دعوت

چند برس بیشتر مسیحیوں کے پیشوا پاپائے روم نے مسلمان مسیحی دوستی کی تجویز پیش کی تھی، اب اس کا چرچا پاکستان میں بھی ہو رہا ہے جو ایک خوش آئند بات ہے کہ۔ چودہ سو برس پیشتر قرآن مجید یہ حقیقت واضح کر چکا ہے۔

"تم دیکھو گے کہ مومنوں کے ساتھ سب سے زیادہ دشمنی کرنے والے یہودی اور مشرک ہیں۔ اور دوستی کے لحاظ سے مومنوں کے قریب تر ان کو پاؤ گے جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں" (۵ : ۸۲)

مسیحیوں کے ساتھ دوستی استوار کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اہل بائبل کو یہ دعوت دے رکھی ہے:

"اے اہل کتاب جو بات ہمارے اور تمہارے درمیان (کتاب میں) یکساں ہے اس کی طرف آؤ، وہ یہ کہ خدا کے سوا ہم کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں کوئی کسی کو خدا کے سوا کارساز نہ سمجھے" (۳ : ۶۴)

اہل بائبل کی رہنمائی کے لئے ہم اس کتابچہ میں قرآن حکیم کی روشنی میں بائبل سے بائبل کی تکذیب ہونے کا ایک جائزہ پیش کر رہے ہیں تا[…]
مقدسہ کی حقیقت سے آگاہ ہو کر انہیں قرآن مجید کی دعوت قبول کر[…]
دشواری نہ رہے۔ اور بھائی چارے کی فضا قائم ہو۔

وما علینا الا البلاغ

احقر العباد

احسان الحق رانا

(۱) ناشران: مسلم اکاڈمی ۱۸/۱، محمد نگر لاہور و صدیقی ٹرسٹ، نشتر روڈ[…]

باب الجائزہ

[…]مذاہب اہل کتاب کی اساس اپنی اپنی کتب مقدسہ پر ہے[…]
[…]مذہب کی مقدس کتابیں اگر اپنی اصلیت پر قائم اور مبنی بر صداقت نہ[…]
[…]مذہب کی صداقت یا بطالت کے ثبوت میں ایمان و عقائد اور عمدی برتر[…]
[…]مسائل میں الجھنا وقت کا ضیاع اور لا حاصل اقدام ہے کہ خود کتب مقد[…]
[…]اپنے مذہب کی حقیقت کا منہ بولتا اور جیتا جاگتا فیصلہ کن ثبوت ہے[…]
[…]کے پیش نظر ہم اہل کتاب کی کتب مقدسہ کا ایک مختصر جائزہ پیش کر رہے[…]

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

(۱) بائبل کیا ہے

یہودیت و مسیحیت کی مقدس کتاب کا نام بائبل ہے۔ گو یہ لاتبدیل کلام نہیں لیکن یہودیت و مسیحیت کے پیروکار اسے کلام اللہ یا الہامی مانتے ہیں۔

یہودی بائبل

یہودیوں کی بائبل کا نام عہدِ عتیق یا پرانا عہد نامہ ”OLD TESTAMENT“ ہے۔ مسیحی بھی اسے کتابِ مقدس مانتے ہیں۔ یہ کم از کم انتالیس کتابوں کا مجموعہ ہے جنہیں خداوند اور اس کی منتخب قوم بنی اسرائیل کے درمیان کردہ طور پر باندھے گئے عہد پر مبنی سمجھا جانے سے عہدِ عتیق کا نام دیا گیا ہے۔ آج سے تقریباً ڈھائی ہزار برس پیشتر یہودیوں نے اسے بابل میں اسیری کے دور میں عبرانی زبان میں تصنیف کیا تھا۔ دنیا سے یہ اب ناپید ہو چکی ہے۔ یہودیوں میں مستعمل موجودہ عبرانی بائبل موسیٰ بن آشر ایک یہودی عالم نے دسویں صدی عیسوی میں لکھی تھی۔

تیسری صدی قبل مسیح میں عبرانی بائبل کا یونانی میں سیپٹواجنٹ کے نام سے ترجمہ ہوا تھا لیکن اس کی اصل بھی دستیاب نہیں ہے۔

عہدِ عتیق کا لاطینی زبان میں ترجمہ ولگیٹ کے نام سے ۳۸۴ء میں ہوا لیکن اس کا جو نسخہ اب مستعمل ہے وہ ۱۵۹۲ء میں تیار کیا گیا تھا۔ کیتھولک اور پروٹسٹنٹ مسیحی فرقے کتبِ عہدِ عتیق کی تعداد پر متفق نہیں اور موجودہ عبرانی، یونانی اور لاطینی نسخوں کی اصلیت کی کوئی سند پیش نہیں کی جا سکتی۔

توریت

عہدِ عتیق کی پہلی پانچ کتابوں کو توریت کہا جاتا ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کا مصنف بیان کیا جاتا ہے۔ ان کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ پیدائش، خروج، احبار، گنتی اور استثنا۔ ان پانچ میں سے استثنا یا تثنیۂ شرع واحد کتاب ہے جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی زبانی قوم سے خطاب کر کے انہیں اللہ تعالیٰ کے حکموں سے آگاہ کیا تھا اور اسے لکھ کر عہد کے مقدس صندوق کے پاس رکھوا کر اس میں درج خدائی احکام پر عمل کرنے کی تاکید کی تھی چھٹی صدی قبل مسیح میں شاہِ بابل نبوکد نضر کے ہاتھوں یروشلم اور ہیکل سلیمانی کی تباہی سے اصل توریت نابود ہو گئی تھی۔

مسیحی بائبل

عہدِ عتیق کے علاوہ مسیحیوں کی یونانی میں لکھی ہوئی ستائیس کتابیں مسیحی بائبل کا حصہ ہیں۔ اس مجموعہ کتب کو اقوامِ عالم اور خداوند کے درمیان باندھا گیا عہد قرار دے کر عہدِ جدید یا نیا عہد نامہ NEW TESTAMENT کہا جاتا ہے اور اسے بھی الہامی تصور کیا جاتا ہے۔ کتبِ عہدِ جدید کا لکھا جانا حضرت مسیحؑ کے بعد پہلی صدی کے اختتام تک بیان کیا جاتا ہے لیکن چوتھی صدی عیسوی سے پہلے کا کوئی یونانی نسخہ دستیاب نہیں ہے۔ جو قدیم نسخے میسر ہیں ان پر بھی مسیحیت کا دارومدار نہیں کہ یہ محض عجائب گھروں کی زینت ہیں اور مطالعہ کے لئے دستیاب نہیں۔ مسیحیت کا انحصار اور پرچار کا سارا دارومدار دنیا کی مختلف زبانوں میں بنت بدلتے رہنے والے تراجم پر ہے۔ یہ تراجم اور مختلف مسیحی فرقوں کے تراجم آپس میں مطابقت نہیں رکھتے۔ ۱۹۶۰ء تک مکمل بائبل کے ۱۹۵ زبانوں میں اور بائبل کے حصوں کے ۱۱۳۰ دنیا کی مختلف زبانوں میں ترجمے ہو چکے تھے۔ ان میں آپس میں مطابقت کا فقدان ہے۔

جاری ہے

شیخ پورہ ضلع سہارنپور یوپی

بقیہ :- خلفاء

۱۰۹ • پیر جی صاحب

ضروری نوٹ

اس فہرست کو قطب الاقطاب حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ نے اپنے آخری رمضان المبارک میں جزوی از فقیر بحالت اعتکاف سُنا ہے۔ اور مزید تصدیق کے لئے مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی مدظلہٗ سے بھی رجوع فرمایا (کہ انہیں خلفاء کی فہرست کا اہتمام رہا ہے اور مفتی محمود صاحب نے اپنی کتاب وصفِ شیخ میں حضرات کے خلفاء کے اسماء گرامی کو نظم میں بھی ذکر کیا ہے) چنانچہ یہ فہرست مفتی محمود صاحب کو سنا دی گئی۔ سوائے آخر الذکر مولانا محمد بلال صاحب کے کہ ان کا نام فہرست میں نہیں تھا کیونکہ حضرت نے انہیں رمضان المبارک کے بعد محرم میں اجازت عطا فرمائی ہے۔ اس اجازت کی اطلاع بھی حضرت مفتی صاحب کو ہو گئی تھی۔

بقیہ :- افاداتِ عارفی

فرماتے ہیں اس طریق میں صرف دو چیزیں ہیں محبت شیخ اور اتباعِ سنّتِ رسول ﷺ۔ ہمارے حضرت تھانویؒ نے بے ساختہ فرمایا "ہم اس کو اپنا شیخ ہی نہ بنائیں گے جو متبعِ سنّت نہ ہو"۔ ایک ہی چیز صرف محبت ہی محبت رہ جاتی ہے۔

اعلان تعطیل

عیدالفطر کی تعطیلات کی وجہ سے
ہفت روزہ ختم نبوت کا اگلا شمارہ
۶ اگست کو شائع ہوگا۔

بقیہ :- خصائل نبویؐ برشمائل ترمذی

اس پر تو آپ نہیں روتے اس پر اس قدر روتے ہیں تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سب سے پہلی منزل ہے جو اس سے نجات پالے۔ اس کے لئے اس کے بعد کی ساری منزلیں سہل ہو جاتی ہیں اور جو اس کے عذاب سے خلاصی نہ پا سکے اس کے لئے اس کے بعد کی منزلیں اور بھی زیادہ دشوار ہو جاتی ہیں۔ نیز میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی سنا ہے کہ میں نے جتنے مناظر دیکھے ہیں۔ قبر کا منظر سب سے زیادہ ہولناک پایا۔ (مشکوٰۃ) اللّٰھم احفظنامنه۔ امام ترمذی کی غرض اس جگہ حضرت سعدؓ کے قصہ سے نہیں بلکہ اس حدیث میں مہر نبوت کا ذکر آگیا اس لئے انہوں نے ذکر فرما دیا۔ اور حضرت رمیثہؓ کی غرض مہر نبوت کے بیان کرنے سے اپنے قریب ہونے کا بیان ہے کہ میں بہت ہی قریب تھی جب کہ میں نے یہ مضمون سنا۔ سننے میں کسی قسم کی غلطی وغیرہ کا احتمال نہیں۔

دو روزہ
عظیم الشان

ختم نبوت کانفرنس

بمقام
مسلم کالونی ربوہ

۷/۶ ستمبر ۱۹۸۲ء، پیر منگل

(۶) ستمبر کو پاکستان کے جیالے اور بہادر جوانوں نے دشمن کی یلغار کو روکا۔

(۷) ستمبر کو پاکستان کے مسلمانوں نے عظیم قربانیاں دے کر قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا

آئیے

اس دن کی یاد کو باقی رکھنے کے لیے ۶ - ۷ ستمبر کو ربوہ چلتے ہیں۔ جہاں کراچی سے لے کر پشاور تک بسنے والے مسلمان "ختم نبوت کانفرنس" کو کامیاب بنانے کے لیے پہنچیں گے

مختلف مکاتیب فکر کے علمائے کرام، مشائخ عظام، جج، وکلاء، دانشور، غیر ملکی مہمان تشریف لائیں گے